امام خمینیؒ کی عرفانی فکر میں تصور قیادت

پروفیسر شاہ وسیم
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

امام خمینیؒ کی عرفانی فکر میں تصور قیادت پر کچھ لکھنے سے پہلے یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ مناجات شعبانیہ سے اس اقتباس کا ایک حصہ جسے انھوں نے اپنی چھوٹی بہن فاطمہ طباطبائی کو ایک خط میں لکھ بھیجا تھا، ان کی عرفانی فکر کو سمجھنے اور اس کی نہج تلاش کرنے میں اہمیت کا حامل ہے۔

''بارالہا! اپنی بارگاہ کی طرف توجہ کے لئے [دنیا کے تمام متعلقات سے] میرے اندر کامل انقطاع اور لاتعلقی پیدا کردے اور ہمارے دل کی آنکھوں کو اپنے جمال کے دیدار کے نور سے منور فرمادے تاکہ دل کی آنکھیں نور کے حجابوں کو چیر کر سرچشمہ عظمت وجلال تک پہنچ جائیں اور ہماری روحیں تیری ذات مقدس سے تعلق پیدا کرلیں۔''

پروردگارا! مجھے ان لوگوں میں قرار دے جنھیں تونے آواز دی اور انھوں نے تیری آواز پر لبیک کہی۔ تونے ان پر ہلکی سی ایک نظر ڈالی اور وہ تیرے جلال کے روبرو مدہوش ہو گئے۔ پس تونے ان سے درپردہ راز ونیاز کی باتیں کیں۔''[1]

بیشک یاد خدا اور عرفان کی یہ وہ منزل ہے جہاں سالکان راہ حق وصداقت وصفا اس منزل تک پہنچ جاتے ہیں جس کا ذکر امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اپنے ایک خطبہ میں کیا ہے:

''بیشک اللہ سبحانہ نے اپنی یاد کو دلوں کی صیقل قرار دیا ہے جس کے باعث وہ بہرا

ہونے کے بعد سننے لگے اور اندھے پن کے بعد دیکھنے لگے... یکے بعد دیگرے ہر عہد یدار اور انبیاء سے خالی دور میں حضرت رب العزت کے کچھ مخصوص بندے ہمیشہ موجود رہے ہیں کہ جن کی فکروں میں وہ سرگوشیوں کی صورت میں (حقایق ومعارف کا) القاء کرتا ہے اور ان کی عقلوں سے (الہامی) آوازوں کے ساتھ کلام کرتا ہے۔ چنانچہ انھوں نے اپنی آنکھوں، کانوں اور دلوں سے بیداری کے نور سے (ہدایت وبصیرت کے) چراغ روشن کیے... کچھ اہل ذکر ہوتے ہیں جنھوں نے یاد الٰہی کو دنیا کے بدلے میں لے لیا۔ انھیں نہ تجارت اس سے غافل رکھتی ہے، نہ خرید وفروخت۔ اسی کے ساتھ زندگی کے دن بسر کرتے ہیں اور محرمات الٰہیہ سے متنبہ کرنے والی آوزوں کے ساتھ غفلت شعاروں کے کانوں میں پکارتے ہیں عدل وانصاف کا حکم دیتے ہیں اور خود بھی اس پر عمل کرتے ہیں۔ برائیوں سے روکتے ہیں اور خود بھی اس سے باز رہتے ہیں۔ گویا کہ انھوں نے دنیا میں ہوتے ہوئے آخرت تک منزل کو طے کرلیا اور جو کچھ دنیا کے عقب میں ہے اسے دیکھ لیا...'' [۲]

عرفان، بندگی، پاکیزگیٔ نفس اور عجز ونیاز کا متقاضی ہے کیونکہ یہ شرائط عشق حقیقی ہیں۔ امام خمینیؒ کی شخصیت، معرفت کے جن بلند ترین مناروں پر فائز تھی، اسے ان کے مندرجہ ذیل اشعار سے سمجھا جاسکتا ہے۔

من بخال لبت ای دوست گرفتار شدم
چشم بیمار تورا دیدم وبیمار شدم
فارغ از خود شدم وکوس انا الحق بردم
ہمچو منصور خریدار سردار شدم
غم دلدار فگندہ است بجانم شرری
کہ بجان آمدم وشہرۂ بازار شدم

[منظوم ترجمہ [۳]

خال لب کا ترے ہمدم ! میں گرفتار ہوا
چشم بیمار جو دیکھی ، تیرا بیمار ہوا
خود سے بیخود ہوا اور ساز اناالحق چھیڑا
مثل منصور خریدار سردار ہوا
غم جاناں نے کی دل میں وہ شرر افشانی
اس قدر تڑپا کہ چرچا سربازار ہوا

وہ فاطمہ طباطبائی کو لکھتے ہیں: ''[العلم هو الحجاب الاكبر] علم سب سے بڑا حجاب ہے اور اگر حق کی جستجو اور ''اس'' سے عشق کی آرزو ہے' جو بہت ہی نادر ہے تو یہی [علم] چراغ راہ اور نور ہدایت ہے[العلم نور يقد فه الله في قلب من يشاء ۴] اس کے ایک گوشہ تک پہنچنے کے لئے تہذیب، تطہیر اور تزکیہ لازم ہے، تہذیب نفس اور تطہیر قلب غیر خدا سے... واجبات سرفہرست ہیں۔ نیز جہاں تک ممکن ہو مستحب کی پابندی وہ بھی اس حد تک کہ انسان کو تکبر و خودنمائی میں مبتلا نہ کردے۔''

''تکبر و خود پسندی'' اپنی بے مائیگی اور خالق کی عظمت سے انتہائی درجہ جہالت ولاعلمی کی دلیل ہے۔ اگر عالم خلقت کی عظمت پر ذرا غور کرلیا جائے، کم از کم اسی قدر جتنا آج تک انسان علم کی تمام تر ترقی کے ذریعہ اس سے آگاہ ہوا ہے، تو انسان اپنی اور تمام شمسی منظوموں اور کہکشانوں کی حقارت کم مائیگی کو محسوس کرتے ہوئے ان کے خالق کی عظمت کو ایک حد تک درک کرلے گا اور اپنے تکبر و خود بینی اور خود پسندی سے خجالت کا اظہار کرتے ہوئے جہالت کا احساس کرے گا...انسان خود کو ساری خلقت کا محور سمجھتا ہے۔ ہر چند کہ انسان کامل کی یہی شان ہے۔ تمام موجودات کی نظر میں معلوم نہیں کہ ایسا ہی ہوا، اور رشد وارتقاء سے عاری انسان [یقیناً] ایسا نہیں ہے...۵

امام خمینیؒ کی عرفانی فکر میں قرآنی تجلیات کارفرما ہیں کہ قرآن نے عرفان و معارف کو

بدرجہ اتم بیان کیا ہے۔ اس میں تدبیر وتفکر خود فکر انسانی کو جلا بخشتے ہیں۔ اور انسان کو اس کی عظمت ۔عرفانی پہلو ہیں کہ باعث تعلیم وتربیت انسان ہیں۔ امام خمینیؒ فرماتے ہیں۔

''میں ... اپنی بیٹی سے کہتا ہوں کہ اس سرچشمہ ٔفیض الٰہی یعنی قرآن کریم کے مفاہیم پر غور کرو۔ ہر چند کہ اس کا صرف پڑھنا بھی ، کیونکہ یہ حجابات میں گھرے ہوئے سامع کے نام محبوب کا خط ہے، دلپذیر آثار کا حامل ہے،لیکن اس میں تدبر وتفکر انسان کی بالا تر اور عظیم مقامات کی طرف رہنمائی کرتا ہے ۔ افلا یتدبّرون القرآن ام علی قلوبٍ اقفالھا[۶] [کیا وہ لوگ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں] اور جب تک یہ تالے نہ کھلیں اور بندشیں نہ ٹوٹ جائیں تدبیر وتفکر سے بھی جو واقعی نتیجہ ہے، حاصل نہ ہوگا...''[۷]

علوم وعرفان وتوحید میں سرگرم عمل ہونا صرف جستجو برائے جستجو، کے تحت نہ ہو بلکہ یہ کدوکاوش، یہ جستجو عشق سے سرشار تلاش حق کے لئے ہو تا کہ سالک کو اس کا مقصود مل جائے۔ ہاں ! جستجو ہو تو پاکیزگی نفس اور عمل کے ساتھ اور عمل تابع عقیدہ ہو یعنی شرط تہذیب نفس اور تطہیر قلب کے ساتھ ساتھ ظہور پذیر ہو۔ جیسا کہ امام خمینیؒ نے فرمایا ہے:

'' فلسفہ کا موضوع مطلق وجود ہے ۔ خداوند عالم سے لے کر وجود کے آخر مراتب تک، اور علم وعرفان علمی کا موضوع وجود مطلق ہے یا کہو حق تعالیٰ ہے اور اس میں ذات حق تعالیٰ اور اس کا جلوہ- جو اس سے الگ نہیں ہے- کے علاوہ کسی اور چیز سے بحث نہیں ہوتی - اگر کوئی کتاب یا کوئی عارف خدا کے علاوہ کسی اور چیز سے بحث کرے تو نہ وہ کتاب عرفانی ہے اور نہ بیان کرنے والا عارف ہے۔ اگر کوئی فلسفی عالم وجود پر ، جیسا کہ وہ ہے، نگاہ کرے اور بحث کرے تو اس کی نظر الٰہی اور اس کی بحث عرفانی ہے اور یہ سب کچھ ذوق عرفانی سے الگ ہے جو بحث سے خارج ہے اور جس کے بغیر یہ سب کچھ بھی نہیں ہے چہ جائے کہ شہود وجدانی اور اس کے بعد بحر ہستی میں غرق ہونے کے ساتھ ہی ساتھ فنا کی منزل' ادفع السراج کہ شمس

طالع شد" [چراغ بجھا دو کہ سورج نکل آیا]"۸؎

بات کو اور زیادہ واضح طور پر سمجھانے کے لئے جب ہم حدیث رسولؐ کی طرف نظر کرتے ہیں تو ہم پاتے ہیں اصل حقیقت ۔ آپ نے فرمایا ہے اول العلم معرفت الجبار وآخر العلم تفویض الامر الیه [علم کی ابتدا جبار کی معرفت ہے کہ علم کی آخرش یہ کہ ہر امر اسی کی طرف لوٹ جاتا ہے]

آپ امام خمینیؒ کے" پیغامات اور تقریروں کے جس حصہ کو بھی دیکھئے اس میں تو حیدی رنگ وبو اور الٰہی جلووں کا احساس ہوتا ہے ۔ چاہے وہ لوگوں کو اتحاد و یکجہتی کی دعوت دے رہے ہوں یا دشمن کے مقابل استقامت اور اولو العزمی کی نصیحت فرما رہے ہوں، وہ چاہے بڑی طاقتوں کو ان کی پالیسیوں کے سلسلہ میں پھٹکار رہے ہوں یا کمزور و بے سہارا اور مستضعفین کی حمایت پر زور دے رہے ہوں ۔مختصر یہ کہ ہمیشہ اور ہر جگہ آپ کی رہنما تحریروں اور پیغاموں کی اصل بنیاد توحید پر استوار عرفان ومعنویت کی خوشبو لئے نظر آتی ہے۔"۹؎

آپ کا یہ کہنا کہ"تمام عبادتیں اس بات کا وسیلہ ہیں کہ انسان کی اصل وحقیقت جلوہ گر ہوجائے طبیعی انسان الٰہی انسان بن جائے، انبیاء حکومت قائم کرنے نہیں آئے ہیں، یہ بھی ایک کام ہے۔حکومت بھی قائم کرتے ہیں لیکن یہ مقصد نہیں ہے۔ یہ سب کچھ بس وسیلہ ہے"۱۰؎

یہ سچے عارفین ہیں جو مقام باطنی ، تک پہنچنے کے لئے شرع مقدس کے ظواہر اور دستورات ، کے پابند نظر آتے ہیں ، کیونکہ شرعی احکام کی پابندی کے ساتھ ہی کمال تک رسائی ممکن ہے۔ بیشک" وہ شیوہ جو عالم معنی سے مربوط ہے اور ظاہر جو کہ سر و باطن سے وابستہ وہی ہے جو خدا ، اس کے رسول اور اس کے اولیاء کے اقوال وگفتار کے ذریعہ حاصل ہوا ہے، دینی احکام وآداب یعنی شرع مقدس الٰہی [کتاب وسنت] کے ظواہر کا علم اسرار ربانیہ ، انوار غیبیہ اور تجلیات الٰہیہ تک رسائی حاصل کرنے کی سیدھی راہ ہے، اگر ظواہر [آداب وشریعت] نہ ہوتے تو کوئی سالک الی اللہ کمال تک اور کوئی مجاہد مقصود وحقیقت تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔"۱۱؎

مسئلہ قیادت:

امام خمینیؒ کی عرفانی فکر میں تصور قیادت کو سمجھنا اس لئے بھی آسان ہوجاتا ہے کہ ایک قائد کی ذمہ داری ہے کہ وہ طبیعی انسان کو الٰہی انسان، بنانے کے لئے وہ تمام اقدامات بجالائے جن سے عدل وانصاف قائم ودائم ہوں اور حقوق اللہ، اور حقوق العباد دونوں ادا ہوتے رہیں۔ جیسا کہ نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے آدمیوں کو بغیر کسی حکومت کے چارہ نہیں ہے۔:''...جس کی حکومت میں مومن [اپنا] کام کرے اور کافر اس میں نفع اٹھائے اور خدا اس میں [لوگوں کی] اجل پہونچائے اور اس کے سبب سے مال غنیمت جمع کیا جائے اور اس کے ہمراہ دشمن سے جنگ ہوسکے اور اس کے ذریعہ محفوظ رہیں اور [اس کے ذریعہ سے] کمزور کا حق زبردست سے لیا جائے۔ یہاں تک کہ نیکو کار کو آرام ملے اور بدکار [کی شرارت سے] امن حاصل ہو...''۱۲

اس طرح حکومت انسانوں کی ضرورت ہے اس لئے اسے بہترین نہج اور اصولوں پر قائم ہونا چاہئے۔ اسی ضمن میں قیادت مسئلہ ولایت فقیہ کے تحت زیر بحث آتی ہے۔ امام خمینیؒ نے مسئلہ ولایت فقیہ پر بحث فرمائی ہے۔''... اس میں وہ حاکم کے اوصاف وشرائط کو اس کا نتیجہ سمجھتے ہیں کہ حکومت اس نوعیت کی ہونی چاہئے۔ اس سلسلہ میں آپ فرماتے ہیں۔

''اسلامی حکومت چونکہ قانونی حکومت ہے بلکہ قانون کی حکومت کے علاوہ کچھ اور ہے ہی نہیں اور اس کی تشکیل کا مقصد قانون کا نفاذ اور لوگوں میں عدالت کا رواج ہے لہٰذا دو صفت وخصوصیت والی اور حاکم میں ہونا ضروری ہے اور یہ دو صفت قانونی حکومت کی اساس وبنیاد ہے اور ان دو کے بغیر قانون کی حکومت کا وجود ہی معقول نہیں ہے:

۱۔ قانون کا علم چونکہ حکومت قانون کی ہے لہٰذا حاکم کو قوانین کا علم ہونا چاہئے جیسا کہ روایات میں بھی آیا ہے۔ اور نہ صرف حاکم کے لئے بلکہ ان تمام افراد کو جو حکومت میں کوئی مقام ومرتبہ رکھتے ہیں انھیں قوانین الٰہی کا علم وآگہی ہونی چاہئے تاکہ وہ قانون پر عمل

در آمد کراسکیں...

۲۔ حاکم کو اعتقاد و اخلاقی فضائل میں درجہ کمال پر فایز اور عادل ہونا چاہیے۔ اس کا دامن گناہوں سے آلودہ نہ ہو ان دو شرطوں کی ضرورت واضح ہے کیونکہ یہ معقول نہیں ہے کہ خداوند عالم کسی جاہل ظالم اور فاسق کو مسلمانوں پر حاکم اور ان کے اموال و نفوس و مقدرات پر حاکم بنادے... [۱۳]

مندرجہ بالا نکات پر دلیل کے طور پر نہج البلاغہ سے مندرجہ ذیل اقتباس پیش کیا جاسکتا ہے۔

"... اے لوگو! تمہیں یہ معلوم ہے کہ ناموس، خون، مال غنیمت [نفاذ] احکام اور مسلمانوں کی پیشوائی کے لئے کسی طرح مناسب نہیں کہ کوئی بخیل حاکم ہو کیونکہ اس کا دانت مسلمانوں کے مال پر لگا رہے گا اور نہ کوئی جاہل کہ وہ انھیں اپنی جہالت کی وجہ سے گمراہ کرے گا اور نہ کوئی کج خلق کہ وہ اپنی تندمزاجی سے چرکے لگاتا رہے گا اور نہ کوئی مال و دولت میں بے راہ روی کرنے والا کہ وہ کچھ لوگوں کو دے گا اور کچھ کو محروم کردے گا اور نہ فیصلہ کرنے میں رشوت لینے والا کہ وہ [دوسروں کے] حقوق کو رائیگاں کردے گا اور انھیں انجام تک نہ پہنچائے گا اور نہ کوئی سنت کو بیکار کردینے والا کہ وہ امت کو تباہ و برباد کردے گا۔" [۱۴]

حوالے :

۱۔ امام خمینیؒ کا ایک عرفانی خط [۲۴ شعبان المعظم بروز شنبہ، ۱۴۰۴ھ] ترجمہ سید احتشام عباس زیدی، توحید جلد ۷ شمارہ ۴، جون۔ جولائی ۱۹۹۰ء قم، جمہوری اسلامی ایران، صفحہ ۱۵۔

۲۔ نہج البلاغہ، احباب پبلیشر، لکھنو، ۱۹۸۲، صفحات ۷۷-۶۷۶

۳۔ منظوم ترجمہ محمد ظفر الحسینی

۴۔ علم ایک نور ہے خدا جس کے دل میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے۔

۵۔ امام خمینیؒ کا ایک عرفانی خط [۲۴ شعبان المعظم، بروز شنبہ، ۱۴۰۴ھ] ترجمہ سید احتشام عباس زیدی، توحید، جلد ۷ شمارہ ۴ جون۔ جولائی ۱۹۹۰ء قم، جمہوری اسلامی ایران صفحات

[۱۶-۱۷

۶۔سورہ محمد آیت ۲۴

۷۔امام خمینیؒ کا ایک عرفانی خط ۲۴۰ شعبان المعظم ، بروز شنبہ ، ۱۴۰۴ھ]ترجمہ سید احتشام عباس زیدی ،توحید ، جلد ۷ شمارہ ۴، جون - جولائی ۱۹۹۰ء قم جمہوری اسلامی ایران ،صفحہ ۱۸۔

۸۔ ایضاً صفحہ ۲۴

۹۔ محمد سروش ، امام خمینیؒ کا عرفان ، ترجمہ سید ولی الاحسن رضوی توحید، جلد ۷شمارہ ۴، جون-جولائی ۱۹۹۰ءصفحہ ۹۶

۱۰۔ امام خمینیؒ ،تفسیر سورہ حمد صفحہ ۸۱ ، بحوالہ محمد سروش ، امام خمینیؒ کاعرفان ترجمہ سید ولی الحسن رضوی،توحید جلد ۷ شمارہ ۴ جون- جولائی ۱۹۹۰ء صفحہ ۹۶۔

۱۱۔محمد سروش ، امام خمینیؒ کا عرفان ،ترجمہ سید ولی الحسن رضوی ،توحید ، جلد ۷ شمارہ ۴، جون- جولائی ۱۹۹۰ءصفحہ ۹۰۔

۱۲۔ خطبہ ۱۴۱ ، [نہج البلاغہ] احباب پبلیشر ،لکھنو، ۱۹۸۲، صفحہ ۲۰۴

۱۳۔سید حسن طاہری، امام خمینیؒ اور نظام حکومت کے مسائل، ترجمہ سید احتشام عباس زیدی ، توحید، جلد ۸ شمارہ۶، اکتوبر ونومبر ۱۹۹۱ء ۸۸-۸۷

۱۴۔خطبہ ۱۲۹، [نہج البلاغہ] احباب پبلیشرس،لکھنو، ۱۹۸۲ءصفحات ۲۰-۴۲۰

❁❁❁